رسول کریمؐ کی صلہ رحمی

صلہ رحمی یعنی خونی رشتہ داروں سے حسن سلوک بھی ایک اعلیٰ درجہ کا خلق ہے۔ کہتے ہیں اول خویش بعد درویش۔ اگر قریبی عزیزوں سے ہی احسان کا تعلق نہیں تو ایسے شخص سے عام بنی نوع انسان سے حسن سلوک کی توقع نہیں کی جاسکتی جس کی تعلیم قرآن شریف نے دی ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی (النحل:91) یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں عدل، احسان اور رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ دوسری جگہ صلہ رحمی کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے انتہائی تاکید کرتے ہوئے فرمایا کہ ’’اس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جس کے نام کے ساتھ تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور رحمی رشتوں کے حق بھی ادا کرو۔‘‘ (سورۃ النساء:2)

نبی کریمؐ نے بھی صلہ رحمی کی بہت تاکید کی آپؐ نے فرمایا کہ ’رِحم‘ کا لفظ جس سے رحمی رشتے وجود میں آتے ہیں دراصل اللہ کی صفت ’’رحمان‘‘ سے نکلا ہے۔ اگر کوئی شخص ان رشتوں کا خیال نہیں رکھتا اور قطع رحمی کا مرتکب ہوتا ہے تو رحمان خدا اس سے اپنا تعلق کاٹ لیتا ہے، جو ان رشتوں کے حق ادا کرتا ہے

اللہ تعالیٰ اس سے اپنا تعلق جوڑتا ہے۔(بخاری)[1]

اس ارشاد نبویؐ میں یہ خوبصورت پیغام مضمر ہے کہ رحمی رشتوں کا لحاظ رکھنے والوں کے حق میں خدا کی صفت رحمانیت (بن مانگے عطا کرنا) پوری شان سے جلوہ گر ہوتی ہے۔اس لئے فرمایا کہ صلہ رحمی کرنے والوں کے مال اور عمر میں برکت عطا کی جاتی ہے۔نیز فرمایا کہ رحمی رشتوں کو کاٹنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔(بخاری)[2]

رسول کریمؐ نے صلہ رحمی کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا" صلہ رحمی یہ نہیں کہ رشتہ داروں کے حسن سلوک کا بدلہ دیا جائے۔اصل صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ رشتہ توڑنے والے سے جوڑنے کی کوشش کرے۔"(بخاری)[3]

ایک دفعہ ایک شخص نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میرے کچھ رشتہ دار ہیں۔میں ان سے تعلق جوڑتا ہوں وہ توڑتے ہیں۔میں احسان کرتا ہوں وہ بدسلوکی کرتے ہیں۔میرے نرمی اور حلم کے سلوک کا جواب وہ زیادتی اور جہالت سے دیتے ہیں۔نبی کریمؐ نے فرمایا اگر وہ ایسا ہی کرتے ہیں جیسا تم نے بیان کیا تو تم گویا ان کے منہ پر خاک ڈال رہے ہو یعنی ان پر احسان کر کے ان کو ایسا شرمسار کر کے رکھ دیا ہے کہ وہ منہ دکھانے کے نہیں رہے۔اور اللہ کی طرف سے تمہارے لئے ایک مددگار فرشتہ اس وقت تک مقرر رہے گا جب تک تم اپنے حسن سلوک کے اس نمونہ پر قائم رہو گے۔(احمد)[4]

حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ بیان کرتی ہیں کہ میری مشرک والدہ میرے لئے اداس ہوکر محبت سے ملنے مدینہ آئیں۔میں نے نبی کریمؐ سے پوچھا کہ کیا میں ان کے مشرک ہونے کے باوجودان سے حسن سلوک کروں۔نبی کریمؐ نے فرمایا کیوں نہیں آخروہ تمہاری ماں ہے۔ضروران سے حسن سلوک سے پیش آؤ۔(بخاری)5

رسول کریمؐ کا اپنا نمونہ صلہ رحمی میں یہی تھا۔ چنانچہ حضرت خدیجہؓ نے پہلی وحی کے موقع پر یہ گواہی دی کہ اللہ تعالیٰ آپؐ کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ آپ تو صلہ رحمی کرنے والے ہیں۔(بخاری)6

رسول کریمؐ کے اکثر رحمی رشتہ داروں نے دعویٰ نبوت پر آپ کی مخالفت کی، مگر آپؐ فرماتے تھے کہ بے شک قریش کی فلاں شاخ میرے دوست نہیں رہے، دشمن ہوگئے ہیں مگر آخر میرا اُن سے ایک خونی رشتہ ہے، میں اس رحمی تعلق کے حقوق بہرحال ادا کرتا رہوں گا۔(بخاری)7

چنانچہ جب بھی اہل مکہ کو رسول اللہؐ کی مدد کی ضرورت ہوئی آپؐ نے ان سے احسان کا سلوک فرمایا۔ مکے میں قحط پڑا اور وہ رحمی رشتہ کا واسطہ لے کر آئے تو آپ نے نہ صرف بارش کے لئے دعا کی جس سے قحط دور ہوگیا بلکہ مدینہ سے فوری امداد بھی بھجوائی۔(بخاری)8

فتح مکہ کے سفر میں جمعہ مقام پر رسول کریمؐ کا چچا(ابوسفیان) ابن حارث عفو کا طالب ہوکر آیا۔ یہ حضورؐ کے بچپن کا ہم عمر ساتھی تھا مگر دعویٰ نبوت کے

بعد آپ کا سخت دشمن ہو گیا۔ آپ کو بہت اذیتیں دیں اور کہا کہ میں تو اس وقت ایمان لاؤں گا جب میرے سامنے سیڑھی لگا کر آسمان پر جاؤ اور فرشتوں کے جلو میں کوئی صحیفہ اتار لاؤ جو اس پر گواہ ہوں۔ اسی پر بس نہیں۔ یہ شخص آنحضورؐ کے خلاف بیس برس تک گندے اشعار بھی کہتا رہا۔ حضرت ام سلمہؓ نے رسول اکرمؐ کی خدمت میں ان کی معافی کی سفارش کی۔ پہلے تو حضورؐ نے اعراض کیا مگر جب ابن الحارثؓ کا یہ پیغام پہنچا کہ وہ بھوکا پیاسا رہ کر اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالے گا تو آپؐ کا دل بھر آیا۔ آپ نے اُسے ملاقات کی اجازت دی اور معاف فرما دیا۔ اس موقع پر ابوسفیان بن حارث نے کچھ اشعار کہے جن میں ایک شعر یہ بھی تھا کہ

هَدَانِیْ هَادٍ غَیْرُ نَفْسِیْ وَنَالَنِیْ
مَعَ اللّٰهِ مَنْ طَرَدْتُّ کُلَّ مُطَرَّدٍ

یعنی اللہ نے مجھے اس پاک وجود کے ذریعہ ہدایت نصیب فرمائی جسے میں نے دھتکار کر رد کر دیا تھا اور دشمنی میں اس کا پیچھا کیا تھا۔

رسول کریمؐ نے اس کے سینے پر ہاتھ مارا اور بڑے درد سے فرمایا ''تم نے ہی مجھے دھتکارا تھا نا اور بچپن کی دوستی کا بھی خیال نہیں کیا تھا۔'' (ابن ھشام) 9

سردار مکہ ابوسفیان کا نسب چوتھی پشت میں جا کر رسول اللہؐ سے ملتا ہے۔ یہ ساری عمر آپ سے جنگیں کرتا رہا۔ ابوسفیان کو حضرت عباسؓ فتح مکہ کے موقع پر پکڑ لائے تو حضرت عمرؓ نے ان کے قتل کی اجازت چاہی۔ حضرت عباسؓ نے عرض

کیا میں نے اسے پناہ دی ہے۔حضورؐ نے فرمایا عباسؓ اسے ساتھ لے جاؤ صبح لے آنا۔صبح حضورؐ نے ابوسفیان سے پوچھا کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تم لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہو ۔ابوسفیان نے کہا میرے ماں باپ آپؐ پر قربان۔آپؐ کتنے کریم اور صلہ رحمی کرتے ہیں۔اگر کوئی اور معبود ہوتا تو آج ہمارے کام نہ آتا۔پھر کہا البتہ رسالت کے بارے میں کچھ شبہ ہے مگر رسول اللہؐ نے نہ صرف ابوسفیانؓ کی معافی کا اعلان کیا بلکہ اس کے گھر میں داخل ہو جانے والے کیلئے بھی معافی کا اعلان عام کروادیا۔

مکّہ کے دوسرے سردار عکرمہ بن ابی جہل کی بیوی ام حکیمؓ مسلمان ہوگئی۔ خود عکرمہ تو بھاگ گیا لیکن اس کی بیوی رسول اللہؐ سے پروانہ امان لے کر عکرمہ کو واپس لائی۔عکرمہ نے حضورؐ کے دربار میں حاضر ہو کر تصدیق چاہی اور جب رسول اللہؐ نے فرمایا کہ ہاں میں نے تمہیں اپنے دین پر رہتے ہوئے امان دی ہے تو عکرمہ بے اختیار کہہ اُٹھا کہ یارسول اللہ! آپ کتنے کریم اور کتنے صلہ رحمی کرنے والے ہیں۔(الحلبیہ) 10

ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے رسول کریمؐ کو دودھ پلایا تھا۔آنحضورؐ اپنی اس رضاعی والدہ سے صلہ رحمی کی خاطر اسے پوشاک بھجوایا کرتے اور اس کی وفات کے بعد بھی اس کے اقارب سے اس کا حال پچھواتے۔

مسطح بن اثاثہ حضرت ابوبکرؓ کا بھانجا تھا۔وہ بھی غلط فہمی میں

حضرت عائشہؓ پر الزام لگانے والوں میں شامل ہوگیا۔حضرت ابوبکرؓ نے اس کا امدادی وظیفہ روک دیا،جس پرقرآن کی یہ آیت اُتری کہ تم میں سے اہل فضل اور وسعت رکھنے والوں کو ہرگزقسم نہ کھانی چاہئے کہ وہ رشتہ داروں کو کچھ نہیں دیں گے بلکہ انہیں عفو اور درگذر سے کام لینا چاہئے ۔(ترمذی)[11]

حوالہ جات

1 بخاری کتاب الادب باب من وصل وصله الله

2 بخاری کتاب الادب باب اثم القاطع

3 بخاری کتاب الادب باب تبل الرحم ببلالها

4 مسند احمد جلد2ص300مطبوعه بیروت

5 بخاری کتاب الادب باب صلة الوالد المشرک

6 بخاری بدء الوحی

7 بخاری کتاب الادب باب تبل الرحم ببلالها

8 بخاری کتاب التفسیر سورة الروم والدخان

9 السیرة النبویه لابن هشام جلد4ص88,89

10 السیرة الحلبیه جلد4ص92بیروت

11 ترمذی کتاب التفسیر باب من سورة النور